امام اعظم ابوحنیفہ کے چند نامور تلامذہ

سید شاہ تراب الحق قادری

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن حضرات نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا ان کا شمار ناممکن ہے۔ بعض ائمہ کا قول ہے کہ کسی کے اتنے اصحاب اور شاگرد نہیں ہوئے جتنے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ہوئے اور علماء اور عوام کو کسی سے اس قدر فیض نہ پہنچا جتنا کہ امام اعظم اور ان کے اصحاب سے مشتبہ احادیث کی تفسیر، اخذ کردہ مسائل، جدید پیش آنے والے مسائل اور قضاء واحکام میں فائدہ پہنچا۔ خدا ان حضرات کو جزائے خیر دے۔ بعض متاخر محدثین نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں ان کے شاگردوں کی تعداد تقریباً آٹھ سو لکھی ہے اور ان کے نام ونسب بھی لکھے ہیں۔ طوالت کے خوف سے ہم اسے حذف کرتے ہیں۔ (الخیرات الحسان: ۸۴)

حافظ ابوالمحاسن شافعی رحمہ اللہ نے 918 لوگوں کے نام بقید نام ونسب لکھے ہیں جو امام صاحب کے حلقۂ درس سے مستفید ہوئے۔ (سیرۃ النعمان: ۳۱۹)

اب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے چند مشہور شاگردوں کے مختصر احوال تحریر کئے جارہے ہیں، بعد ازاں آپ کے اُن چالیس مشہور شاگردوں کی فہرست تحریر کی جائے گی جنہوں نے تدوین فقہ کے کام میں حصہ لیا تھا۔

۱۔ امام ابو یوسف:

آپ کا نام یعقوب اور کنیت ابو یوسف رضی اللہ عنہ ہے۔ ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی بصیرت وفراست سے آپ کی پیشانی پر علم وفضل کے آثار دیکھے اور پھر آپ کے علم حاصل کرنے کا شوق ملاحظہ کیا تو آپ کے اخراجات اپنے ذمے لے لئے۔ آپ نے علم فقہ وحدیث امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا نیز اس زمانے میں کئی اکابر محدثین سے بھی استفادہ کیا۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ قاضی، فقیہ، عالم اور حدیث کے حافظ تھے۔ حدیث حفظ کرنے میں مشہور تھے۔ آپ پچاس ساٹھ حدیثیں سنتے اور

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

پھر کھڑے ہو کر دوسروں کو لکھوا دیتے تھے۔ آپ کثیر الحدیث تھے۔ آپ تین عباسی خلفاء مہدی، ہادی اور ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس کے عہدے پر فائض رہے۔ (سوانح بے بہائے امام اعظم: ۱۵۱)

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ''میرے شاگردوں میں جس نے سب سے زیادہ علم حاصل کیا وہ ابو یوسف ہیں۔'' آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے بیس کتابوں کے نام علامہ ابوالحسن زید فاروقی رحمہ اللہ نے تحریر کئے ہیں۔ (ایضاً: ۱۵۲)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے جبکہ جرح و تعدیل کے نامور امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے آپ کو ''صاحبِ حدیث و صاحبِ سنۃ'' فرمایا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ) شیخ ابو زہرہ مصری رحمہ اللہ کے بقول امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔ آپ نے چالیس گرانقدر کتب تصنیف کیں۔ (حیات ابو حنیفہ: ۳۵۱)

> ایک موقع پر امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے خاص شاگردوں کے متعلق فرمایا:
> ''یہ میرے ۳۶ اصحاب ہیں جن میں سے ۲۸ میں قاضی بننے کی پوری اہلیت ہے اور چھ افراد میں فتویٰ دینے کی صلاحیت ہے جبکہ میرے دو شاگرد امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور امام زُفر رضی اللہ عنہ یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ قاضیوں اور مفتیوں کو مہذب اور مؤدب بنائیں۔'' (حیات امام ابوحنیفہ: ۳۵۱)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ارشاد ہے، جب کسی مسئلہ میں یہ تین حضرات متفق ہوں تو ان کی مخالفت نہیں کی جا سکتی۔ پوچھا گیا، وہ تین حضرات کون ہیں؟ فرمایا: امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد ابن الحسن۔ امام ابوحنیفہ قیاس میں بہت بصیرت رکھتے ہیں، امام ابو یوسف آثار پر وسیع نظر رکھتے ہیں اور امام محمد عربیت میں تمام لوگوں سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں (رضی اللہ عنہم)۔'' (تقدیم مؤطا امام محمد: ۲۸)

امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد کے اساتذہ امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین نیز امام بخاری کے شیخ علی بن مدینی یہ تینوں امام ابو یوسف ہی کے مشہور شاگرد ہیں۔ رحمھم اللہ تعالیٰ (مناقب للموفق: ۵۰۴) آپ کا وصال ۱۸۲ھ میں ہوا۔

۲۔امام محمد بن حسن:

امام محمد بن حسن رضی اللہ عنہ ۱۳۲ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔آپ کو علم حاصل کرنے کا شوق اس قدر تھا کہ والد کی میراث سے آپ کو تیس ہزار درہم ملے۔نصف رقم علم نحو، لغت اور ادب وغیرہ کی تحصیل پر خرچ کی اور بقایا نصف حدیث وفقہ کا علم حاصل کرنے میں خرچ کئے۔رب تعالیٰ نے آپ کو خاص صلاحیتوں سے نوازا تھا اسی بناء پر آپ نے صرف ایک ہفتہ میں قرآنِ کریم حفظ کر لیا۔(تقدیم مؤطا امام محمد:۱۷)

گمان یہ ہے کہ علم نحو اور عربی زبان وادب میں مہارت کے باعث آپ کو امام اعظم نے کم عمری ہی میں اپنی مجلس کا رکن بنا لیا تھا۔بعد ازاں آپ نے دو سال تک امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے درس لیا پھر ان کے وصال کے بعد امام ابو یوسف، مسعر بن کدام، سفیان ثوری، امام مالک اور امام اوزاعی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے اکتسابِ فیض کیا۔اس طرح آپ کم عمری ہی میں عالم وفقیہ بن گئے۔امام اعظم کے پوتے اسماعیل بن حماد کی روایت کے مطابق، امام محمد کا حلقۂ درس کوفہ میں قائم ہو چکا تھا حالانکہ اس وقت وہ صرف بیس برس کے تھے۔(مناقب للکردری، ج۲:۱۵۰)

آپ کے تلامذہ بے شمار ہیں جن میں امام شافعی، ابوحفص کبیر، محمد بن سماعہ، خلف بن ایوب، قاسم بن سلام، عیسیٰ بن ابان رحمہم اللہ تعالیٰ زیادہ مشہور ہیں۔آپ نے نوسو سے زیادہ دینی کتب تصنیف فرمائیں۔آپ نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا۔(اولیاء رجال الحدیث:۲۳۱)

آپ ہی نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کی دینی تربیت فرمائی جس کے باعث امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ''علم فقہ میں مجھ پر سب سے بڑا احسان امام محمد رحمہ اللہ کا ہے۔''

ایک اور ارشاد ہے: ''میں نے ان سے زیادہ فصیح کوئی نہیں پایا، وہ جب گفتگو فرماتے تو یوں محسوس ہوتا کہ گویا قرآن انہی کی لغت میں نازل ہوا ہے۔'' (تاریخ بغداد، ج۲:۱۷۵)

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے کہ ''میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی قرآن مجید کا عالم نہیں دیکھا۔'' (الجواہر المضیہ) ابراہیم حربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ ایسے دقیق مسائل کہاں سے بیان فرماتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: یہ

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

سب امام محمد رضی اللہ عنہ کی کتابوں کا فیض ہے۔ (تاریخ بغداد، ج ۲: ۱۷۷)

خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو ”رقہ“ کا قاضی مقرر کیا۔ آپ قاضی مقرر ہوئے اور کچھ مدت بعد بغداد چلے گئے۔ ۱۸۹ھ میں وصال ہوا۔

ایک بار خلیفہ کے دربار میں بیٹھے تھے کے خلیفہ کی آمد ہوئی سب لوگ کھڑے ہو گئے، لیکن آپ کھڑے نہ ہوئے۔ خلیفہ نے آپ کو خلوت میں بلا کر سبب پوچھا، تو آپ نے فرمایا: آپ نے مجھے علماء کی صف میں شامل کیا ہے اس لئے میں نے آپ کے خادموں کی صف میں شامل ہونا پسند نہ کیا۔ (سوانح: ۱۶۶)

۳۔ امام زفر بن ہذیل:

آپ ۱۱۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بہت محبوب و معتمد شاگرد ہیں۔ امام صاحب کی مجلس میں سب سے آگے بیٹھتے اور امامِ اعظم رضی اللہ عنہ ہر موقع پر آپ کی تعظیم اور مدح و ثناء فرماتے۔ آپ کو حدیث میں امامت اور فقہ میں اجتہاد کا درجہ حاصل تھا۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں چار لوگ فقہ کے ایسے حافظ تھے جیسے قرآن کے حافظ ہوا کرتے ہیں۔ زفر، ابو یوسف، اسد بن عمرو، علی بن مسہر رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (اخبار ابی حنیفہ: ۶۶)

جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا قول ہے: **زفر صاحب الرائ ثقة مامون** ۔ امام زفر نے فقہ کی تحصیل سے پہلے اپنے دور کے نامور تابعین سے علم حدیث حاصل کیا اور اس میں اس قدر کمال حاصل کیا کہ لوگ آپ کو ”صاحب الحدیث“ کہتے اور آپ کے پاس اکتسابِ علم کے لئے آتے۔ بعد ازاں آپ نے امام اعظم سے فقہ کا علم حاصل کیا۔ امام زفر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ہر تربیت یافتہ شاگرد امت کا فقیہ ہے۔ (مناقب للموفق: ۳۹۵)

ایک شخص امام مزنی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے دریافت کیا، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا: اہلِ عراق کے سردار، پھر پوچھا امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے متعلق کیا رائے ہے؟ فرمایا وہ سب سے زیادہ حدیث کا اتباع کرنے والے ہیں۔

اس نے پھر پوچھا: امام محمد رحمہ اللہ کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: وہ تعریفات میں سب پر فائق ہیں۔ وہ بولا، امام زفر رحمہ اللہ کے متعلق فرمائیے: فرمایا: وہ قیاس و اجتہاد میں سب سے

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

زیادہ تیز ہیں۔'' (حیاتِ امام ابوحنیفہ: ۴۸۴)

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح پڑھایا تو خطبہ کے دوران فرمایا: ''اے حاضرین! یہ زفر ہیں جو مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام اور شرافت وعلمیت کے لحاظ سے مسلمانوں کی عظمت کا ایک نشان ہیں۔''

امام زفر رضی اللہ عنہ زہد وتقویٰ میں بھی بے مثال تھے۔ دو مرتبہ حکومت نے آپ کو قاضی بننے پر مجبور کیا مگر دونوں مرتبہ آپ نے اپنے استاد امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرح انکار کر دیا اور گھر چھوڑ کر روپوش ہو گئے۔ غصہ کے باعث دونوں بار حکومت نے آپ کا مکان گرا دیا۔ چنانچہ آپ کو دو مرتبہ اپنا مکان تعمیر کرنا پڑا۔

علوم القرآن، معرفت حدیث اور فن رجال کے علاوہ قیاس واستنباط میں آپ کی حد درجہ مہارت کے باعث امام اعظم رضی اللہ عنہ آپ کو امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور امام محمد رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے تھے۔ دیگر اصحاب کے مقابلے میں کم عمری میں آپ کا انتقال ہوگیا اس لئے آپ تصنیف و تالیف کا کام نہیں کر سکے۔ آپ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ان کی جگہ تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۵۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (اولیاء رجال الحدیث: ۱۲۷)

۴۔ امام مالک بن انس:

چالیس اراکین شوریٰ کے علاوہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دیگر اصحاب میں امام مالک رضی اللہ عنہ سر فہرست ہیں۔ آپ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ جب بھی امامِ اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حاضری دیتے تو امام مالک رضی اللہ عنہ آپ سے استفادہ کرتے۔ یہ بھی پہلے بیان کیا گیا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے مؤطا کی تصنیف میں امامِ اعظم کی کتب سے استفادہ کیا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ اکثر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال کو بیان فرمایا کرتے تھے اور آپ کے اقوال کی تلاش میں رہتے تھے۔ اسحاق بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسائل دینیہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ، امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اقوال کو معتبر سمجھتے تھے۔ (مناقب للموفق: ۳۲۴)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ دینی مسائل میں امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اقوال کو معتبر سمجھتے تھے۔ یہ بھی واضح رہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی نماز میں رفع یدین منسوخ

ہے۔ آپ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا بہت ادب کیا کرتے۔

محمد بن اسمٰعیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے دیکھا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جا رہے تھے جب مسجد کے دروازے پر پہنچے تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا۔ (ایضاً: ۳۲۵)

ایک مرتبہ مسجد نبوی میں عشاء کے بعد امام مالک رضی اللہ عنہ اور امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی علمی گفتگو شروع ہوئی۔ راوی کہتے ہیں کہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ بات کرتے تو امام مالک رضی اللہ عنہ ادب اور خاموشی سے سنتے اور اس پر اعتراض نہ کرتے اور جب امام مالک رضی اللہ عنہ بات کرتے تو امامِ اعظم رضی اللہ عنہ خاموشی سے سنتے۔ اس طرح یہ سلسلہ فجر کی اذان تک جاری رہا۔ (ایضاً: ۴۱۵)

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اگر امام مالک رضی اللہ عنہ اور ابن عیینہ رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو حجازیوں کا علم نیست و نابود ہو جاتا۔

بعض لوگ امام مالک رضی اللہ عنہ کو امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا شاگرد ماننے کی بجائے ان کا استاد قرار دیتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے امام مالک رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث ثابت ہے مگر امام مالک رضی اللہ عنہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت ثابت نہیں چنانچہ حافظ ابن حجر شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت امام مالک رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور دارقطنی نے جو روایتیں ذکر کی ہیں وہ محل نظر ہیں کیونکہ وہ بطور مذاکرہ تھیں نہ کہ تحدیث بالقصد روایت۔ (انوار الباری، ج ۱: ۵۴)

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ آپ ایک بار حج کے ایام کے سوا ساری عمر مدینہ منورہ میں رہے مگر زمانہ بیماری کے سوا کبھی شہر مدینہ میں قضائے حاجت نہیں فرمائی بلکہ ہمیشہ حرم سے باہر تشریف لے جاتے۔ آپ مدینہ منورہ میں کبھی گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے اور یہی فرماتے رہے کہ "مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنی سواری کے جانور کے سموں سے اس زمین کو روندوں جس کے چپے چپے کو میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔"

۵۔ امام مسعر بن کدام:

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں ایک اہم نام امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ کا آتا ہے

☆امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی☆

جو عظیم محدث تھے۔ آپ پہلے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے حسد کرتے اور آپ کی غیبت بھی کرتے۔ ایک بار امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تو آپ کا زہد و تقویٰ دیکھ کر سخت نادم ہوئے۔ (یہ واقعہ "عبادت و ریاضت" کے عنوان کے تحت مذکور ہو چکا ہے) چنانچہ توبہ کر کے آپ کی صحبت اختیار کر لی یہاں تک کہ آپ ہی کی مسجد میں حالت سجدہ میں انتقال کیا۔ (ایضاً: ۲۶۳)

سلیم بن سالم رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ کے درس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم ان سے سوال کرتے تو وہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اقوال سے بات شروع کرتے۔ ایک شخص نے کہا، ہم آپ سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوچھتے ہیں تو آپ بدعتیوں کی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ امام مسعر رحمہ اللہ اس شخص سے بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: تمہاری اس بے ہودہ بات کا جواب صرف یہ ہے کہ تم میری مجلس سے اُٹھ کر چلے جاؤ۔ تمہیں معلوم نہیں کہ امامِ اعظم رحمہ اللہ کا چھوٹا سا شاگرد حج کے ایام میں خانۂ کعبہ کے پاس کھڑا ہو جائے تو ساری دنیا کے علماء اسے سنتے رہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ دعا مانگی۔ "اے اللہ! میں تیرا قرب چاہتا ہوں اور اس کے لئے امام ابوحنیفہ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔" (ایضاً: ۴۱۸)

جب امامِ اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو امام مسعر رحمہ اللہ تعظیم میں کھڑے ہو جاتے اور جب ان کے سامنے بیٹھتے تو دوزانو بیٹھتے اور آپ کی رائے رد نہ کرتے۔ امام اعظم رحمہ اللہ نے مسند میں کئی احادیث ان سے روایت کی ہیں۔ (ایضاً: ۳۳۰)

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کسی حدیث میں ہمارا اختلاف ہو جاتا تو ہم امام مسعر بن کدام سے پوچھتے تھے۔ وہ آپ کو حدیث کا "میزان" کہا کرتے تھے۔ (الجواہر المضیہ، ج ۲: ۱۶۷)

امام مسعر رحمہ اللہ سے پوچھا گیا، آپ اصحابِ ابی حنیفہ کی رائے چھوڑ کر امام اعظم رحمہ اللہ کی رائے کی طرف کیوں مائل ہوئے؟ فرمایا: اس کی صحت کی بناء پر۔ تو اب تم اس سے بھی زیادہ صحیح لاؤ تا کہ میں اسے اپناؤں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا: "میں نے امام مسعر رحمہ اللہ کو امام اعظم سے سوال کرتے اور استفادہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔" (الخیرات: ۱۱۰) آپ کا وصال ۱۵۳ھ یا ۱۵۵ھ میں ہوا۔

☆ اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ ☆ حدیث شریف کے مقابل میرے قول کو چھوڑ دو (ابوحنیفہ) ☆

٦۔امام عبداللہ بن مبارک:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ امام اعظم کے نہایت مشہور شاگردوں میں سے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ نے کشف المحجوب میں آپ کو''زاہدوں کا سردار، اوتاد کا پیش رو اور اہل طریقت وشریعت کا امام'' فرمایا ہے۔آپ علمِ حدیث میں اس قدر بلند مقام کے حامل تھے کہ محدثین آپ کو''امیر المؤمنین فی الحدیث'' کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے تہذیب الاسماء واللغات میں آپ کا ذکر یوں کیا ہے:''وہ امام جس کی امامت وجلالت پر ہر باب میں اجماع کیا گیا ہے، جس کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جس کی محبت سے مغفرت کی امید کی جا سکتی ہے۔''

ایک موقع پر انہیں کسی نے''عالمِ مشرق'' کہہ دیا تو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''صرف مشرق کے عالم نہیں، وہ تو مشرق ومغرب کے عالم ہیں۔'' آپ کا ارشاد ہے، میں نے چار ہزار مشائخ سے حدیث کا علم حاصل کیا اور ایک ہزار شیوخ سے احادیث روایت کیں۔آپ نے فقہ و حدیث میں کئی کتب تصنیف فرمائیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے زمانے میں ان سے بڑھ کر کسی نے حدیث کے حصول کی کوشش نہیں کی۔صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آپ کی روایت سے سینکڑوں حدیثیں مروی ہیں۔

آپ امامِ اعظم کی مجلس فقہ اور اس کی ذیلی بارہ رکنی خصوصی کمیٹی کے بھی رکن تھے۔آپ نے امامِ اعظم سے بھی حدیثیں روایت کی ہیں۔امامِ اعظم کی شاگردی پر آپ کو اس قدر فخر تھا کہ آپ علانیہ فرماتے:''اگر اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں عام آدمیوں جیسا ہوتا۔'' (تبییض الصحیفہ:۱۹) آپ ہی کا ایک اور ارشادِ گرامی ہے:''کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہ میری رائے ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کو زیبا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ یہ میری رائے ہے۔'' (ایضاً:۲۰)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے تھے:''میں نے کسی کو امام ابوحنیفہ کے اوصاف اس طرح بیان کرتے ہوئے نہ پایا جیسا کہ ابن مبارک ان کے اوصاف بیان کرتے اور ان کو بھلائی کے

ساتھ یاد کرتے تھے۔'' (الخیرات الحسان: ۱۴۷)

ایک موقع پر آپ نے فرمایا: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اللہ کی آیات (نشانیوں) میں سے ایک آیت (نشانی) ہیں۔ کسی نے سوال کیا، آیت خیر ہیں یا آیت شر؟ فرمایا: تم قرآن کی روشنی میں آیت کا لفظ تلاش کرو۔ وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ۔ (ترجمہ): ''اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو آیت کیا۔'' (المؤمنون: ۵۰) کیا آیت شر سے بھی بن سکتی ہے؟ (مناقب للموفق: ۳۱۷)

سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے علم وفضل کے متعلق آپ کا ارشاد ہے: اگر امام ابوحنیفہ تابعین کے ابتدائی دور میں ہوتے جب صحابۂ کرام کی کثرت تھی تو کئی تابعین بھی آپ کے علوم سے بہرہ ور ہوتے۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا قیاس دراصل حدیث کی تفسیر وتشریح تھا۔ (ایضاً: ۳۵۸)

آپ کا وصال ۱۸۱ھ میں ہوا۔

۷۔ امام وکیع بن الجراح:

آپ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد اور تدوین فقہ کی مجلس کے رکن تھے۔ فن حدیث ورجال کے متعلق آپ کی روایات اور آراء معتمد ومستند سمجھی جاتی ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم نے آپ کی روایت سے کئی حدیثیں صحیحین میں درج کی ہیں بلکہ امام بخاری نے تو امام عبداللہ بن مبارک، امام وکیع اور امام اعظم کے دیگر شاگردوں کی کتابیں حفظ کر رکھی تھیں۔

(طبقات الکبریٰ، ج ۲: ۴)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ میں امام وکیع کا تعارف ان القابات سے کرایا ہے، **الامام الحافظ الثبت محدث العراق احد الائمہ الاعلام وکیع بن الجراح**۔ آپ کے علم وفضل کے متعلق امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا ارشاد ہے: ''میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جسے امام وکیع پر ترجیح دوں۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ آپ کے ممتاز شاگرد تھے۔ انہیں آپ کی شاگردی پر اس قدر ناز تھا کہ جب وہ آپ کی روایت سے کوئی حدیث سناتے تو سننے والوں سے فرماتے: ''یہ حدیث مجھ سے اس شخص نے بیان کی کہ تمہاری آنکھوں نے اس جیسا کوئی دوسرا نہیں دیکھا ہوگا۔'' (تہذیب الاسماء واللغات)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

امام وکیع رحمہ اللہ اکثر مسائل میں امام اعظم کی تقلید کیا کرتے اور انہی کے فتوے کے موافق فتویٰ دیا کرتے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ویفتی بقول ابی حنیفة ۔یعنی امام وکیع امام ابو حنیفہ کے قول کے موافق فتوے دیا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج ۱: ۲۸۰) امام وکیع رحمہ اللہ نے امام اعظم سے کثیر حدیثیں سنیں اور روایت کیں۔ (ایضاً ج ۱: ۱۵۱، تبییض الصحیفہ: ۱۵) خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد میں اس کی تصدیق کی ہے۔

یہ مشہور واقعہ پہلے تحریر ہو چکا کہ ایک شخص نے امام وکیع رحمہ اللہ سے کہا: ''امام ابو حنیفہ سے غلطی ہوئی۔'' تو آپ نے فرمایا: جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ گمراہ ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ غلطی کیسے کر سکتے ہیں جبکہ ان کے ساتھ امام ابو یوسف اور امام زفر جیسے فقہ کے امام تھے اور یحییٰ بن زکریا بن زائدہ، حفص بن غیاث، امام حبان، امام مندل جیسے محدثین تھے اور قاسم بن معین جیسے لغت وعربیت کے ماہر تھے اور داؤد طائی اور فضیل بن عیاض جیسے زہد وتقویٰ کے امام موجود تھے تو جس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں اس سے خطاء کیونکر ممکن ہے، کیونکہ اگر وہ غلطی کرتے تو یہ لوگ ان کو حق کی طرف لوٹا دیتے۔'' رحمۃ اللہ علیہم اجمعین (الخیرات الحسان: ۱۰۰)

۸۔ امام یحییٰ بن سعید قطان:

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس فقہ کے رکن، امام یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ وہ جلیل القدر محدث ہیں جن کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ فن رجال میں جس محدث نے سب سے پہلے لکھنے کا آغاز کیا وہ یحییٰ بن سعید القطان ہیں، پھر آپ کے بعد آپ کے شاگردوں یحییٰ بن معین، علی بن المدینی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ نے اس فن میں گفتگو کی اور ان کے بعد ان کے شاگردوں امام بخاری، امام مسلم وغیرہ نے فن رجال میں کام کیا۔

امام احمد بن حنبل کا معروف قول ہے کہ ''میں نے اپنی آنکھوں سے یحییٰ بن سعید جیسا کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔'' رحمہم اللہ تعالیٰ (میزان الاعتدال، دیباچہ)

حدیث کے راویوں کی تحقیق وتنقید میں آپ کو اس قدر بلند مقام حاصل تھا کہ ائمہ حدیث عموماً کہا کرتے تھے، ''یحییٰ جس راوی کو چھوڑ دیں گے ہم بھی اسے چھوڑ دیں گے۔'' علم وفضل کے

اس قدر بلند مقام پر فائز ہونے کے باوجود آپ امام اعظم کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے، ان کی شاگردی پر فخر کرتے اور ان کے مخالفین کے پروپیگنڈے کا جواب دیتے۔

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان امام اعظم ہی کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ۲۸۰)

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ میں نے امام یحییٰ بن سعید کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ہم اللہ تعالیٰ سے جھوٹ نہیں بولتے۔ ہم نے امام ابوحنیفہ کے اجتہاد سے بہتر کسی سے نہیں سنا، اور ہم نے آپ کے اکثر اقوال اختیار کیے ہیں۔'' رحمہم اللہ تعالیٰ (تہذیب التہذیب، جزء عاشر: ۴۵۰)

آپ کا یہ ارشاد بھی خاص توجہ کے لائق ہے۔ فرمایا: ''میں عمر بھر فقہی مسائل میں تمام لوگوں پر چھایا رہا مگر جب میں امام اعظم کے پاس پہنچا تو یوں محسوس ہوا کہ میں ان کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ جو مقام امامِ اعظم کو حاصل تھا کوئی دوسرا اس تک نہ پہنچ سکا۔'' (مناقب للموفق: ۳۴۰)

زہیر بن نعیم کا بیان ہے کہ آپ کے وصال کے بعد میں نے خواب دیکھا کہ یحییٰ بن سعید قطان کے بدن پر ایک کُرتا ہے جس پہ لکھا ہے: ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریر ہے کہ یحییٰ بن سعید کے لئے جہنم سے نجات ہے۔'' (اولیاء رجال الحدیث: ۲۶۲)

۹۔ امام یحییٰ بن زکریا:

حافظِ حدیث، امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ کو امام المحدثین بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ امام احمد بن حنبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، یحییٰ بن معین، قتیبہ اور علی بن المدینی کے بھی استاد ہیں۔ آپ کے متعلق امام بخاری کے استاد، امام علی بن المدینی فرمایا کرتے تھے: ''یحییٰ کے زمانہ میں یحییٰ پر علم کا خاتمہ ہو گیا۔'' (میزان الاعتدال ترجمہ یحییٰ)

یہ امام علی بن المدینی رحمہ اللہ خود اتنے بڑے عالم تھے کہ ان کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے تھے: ''میں نے علی بن المدینی کے سوا کسی کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا نہیں سمجھا۔'' (تذکرۃ الحفاظ، ج ۲: ۱۶)

گویا امام بخاری جن کے سامنے خود کو چھوٹا سمجھتے تھے وہ امام اعظم کے ایک شاگرد امام یحییٰ بن زکریا کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ ان پر علم کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آپ فیصلہ کیجئے کہ جس کے شاگرد

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

کا یہ مقام ہے اس امام اعظم کا کس قدر اعلیٰ مقام و مرتبہ ہوگا؟

امام یحییٰ بن زکریا رحمہ اللہ، امامِ اعظم کے ایسے خاص شاگردوں میں سے ہیں کہ علامہ ذہبی شافعی رحمہ اللہ نے آپ کو ''صاحب ابی حنیفہ'' قرار دیتے ہوئے آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے: **الحافظ الثبت المتقن الفقیہ ابو سعید الھمدانی الوداعی مولاھم الکوفی صاحب ابی حنیفۃ۔** (تذکرۃ الحفاظ، ج۱:۲۴۳)

آپ امام اعظم کے محبوب شاگردوں میں سے ہیں اور مجلس فقہ کے علاوہ بارہ رکنی ذیلی مجلس کے بھی رکن ہیں۔ آپ کو طویل عرصہ تک مجلسِ فقہ کے کاتب یعنی تحریر و تصنیف کی خدمت انجام دینے کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ صحاح ستہ خصوصاً صحیح بخاری میں آپ کی روایت سے کثیر تعداد میں احادیث موجود ہیں۔ آپ مدائن میں قاضی کے منصب پر فائز رہے۔ ۱۸۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

۱۰۔ امام یزید بن ہارون:

آپ امامِ اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد اور تدوین فقہ کی مجلس کے اہم رکن تھے۔ امام احمد بن حنبل، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین جیسے بڑے بڑے ائمہ حدیث آپ کے شاگرد تھے۔ امام جلال الدین سیوطی نے امام یزید بن ہارون کو امامِ اعظم کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے امام اعظم سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

(تبییض الصحیفہ: ۱۵، تذکرۃ الحفاظ، ج۱:۵۱)

آپ کے متعلق امام بخاری کے نامور استاد امام علی بن المدینی کا ارشاد ہے: ''میں نے یزید بن ہارون سے بڑھ کر کسی کو احادیث کا حافظ نہیں دیکھا۔'' (تذکرۃ الحفاظ)

امام بخاری کے ایک اور استاد ابوبکر بن ابی شیبہ کہتے ہیں: ''یزید بن ہارون سے زیادہ ہم نے کسی کو حفظِ حدیث میں کامل نہیں دیکھا۔'' آپ کے درس میں ستر ہزار حاضرین کا مجمع ہوتا تھا۔

(اولیاء رجال الحدیث: ۲۶۳)

یزید بن ہارون رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے، میں بے شمار لوگوں سے ملا ہوں مگر میں نے کسی کو امامِ اعظم سے بڑھ کر عاقل، فاضل اور پرہیز گار نہیں پایا۔ (تبییض الصحیفہ: ۲۵)

مقامِ غور ہے کہ امام یزید بن ہارون جو اصحابِ صحاح ستہ خصوصاً امام بخاری کے شیوخ

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

میں سے ہیں، انہوں نے امام اعظم کی کیسی تعریف فرمائی ہے۔ یہی نہیں بلکہ جو لوگ بغض و عناد کے باعث امام اعظم کا ذکر پسند نہ کرتے، آپ ان سے ناراض ہو جاتے۔ ایک دن امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ درس کے دوران امامِ اعظم کے ارشادات سنا رہے تھے کہ کسی نے کہا، ہمیں حدیث سنایئے اور لوگوں کی باتیں نہ کیجئے۔

آپ نے اس سے فرمایا: ''اے احمق! یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تفسیر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا مقصد صرف حدیثیں سننا اور جمع کرنا ہے، اگر تمہیں علم حاصل کرنا ہوتا تو تم حدیث کی تفسیر اور معانی معلوم کرتے اور امامِ اعظم ابوحنیفہ کی کتابیں اور ان کے اقوال دیکھتے جو تمہارے لئے حدیث کی تفسیر کرتے ہیں۔'' پھر آپ نے اس کو ڈانٹ کر مجلس سے نکال دیا۔

(مناقب للموفق: ۳۴۴)

۱۱۔ امام عبدالرزاق بن ہمام:

آپ جلیل القدر محدث اور فقیہ ہیں۔ انہی اوصاف کی بناء پر سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو تدوین فقہ کی مجلس میں شامل کیا تھا۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کا تذکرہ یوں شروع کیا ہے: **احد الاعلام الثقات** آپ نے امام اعظم سے احادیث روایت کی ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج۱: ۱۵۱، تبییض الصحیفہ: ۱۴)

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے، میں نے امام اعظم سے بڑھ کر کسی کو حلم والا نہیں دیکھا۔ (الخیرات الحسان)

بڑے بڑے ائمہ حدیث مثلاً سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، علی بن المدینی رحمہم اللہ تعالیٰ نے فن حدیث میں آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ علم حدیث میں آپ کی شہرت اس قدر تھی کہ لوگ دور دراز سے سفر کر کے آپ کی خدمت میں حدیث سیکھنے آتے تھے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے پاس اس قدر دور دراز سے طویل فاصلے طے کر کے لوگ نہیں گئے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آپ کی روایت سے کثیر حدیثیں موجود ہیں۔ حدیث کی ضخیم کتاب ''مصنف عبدالرزاق'' آپ ہی کی تصنیف ہے۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کتاب کو علم کا

خزانہ فرمایا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کتاب سے استفادہ کرنے کا اعتراف کیا ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ حدیث کی روایت میں کیا آپ نے امام عبدالرزاق سے بہتر کسی کو دیکھا؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: ''نہیں۔'' (میزان الاعتدال)

۱۲۔ امام ابو عاصم النبیل:

آپ کا نام ضحاک بن مخلد اور لقب نبیل ہے۔ آپ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد اور ان کی مجلس فقہ کے رکن تھے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آپ کی روایت سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ آپ نے امام اعظم سے احادیث روایت کی ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج۱: ۱۵، تبییض الصحیفہ: ۱۴)

امام بخاری کہتے ہیں کہ امام ابو عاصم نے فرمایا: جب سے مجھے معلوم ہوا کہ غیبت حرام ہے، اس وقت سے میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔ (الجواہر المضیہ)

علامہ ذہبی لکھتے ہیں: ابو عاصم کے ثقہ ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ عمر بن شیبہ کا قول ہے، اللہ کی قسم! میں نے امام ابو عاصم کا مثل نہیں دیکھا۔ (میزان الاعتدال)

ایک مرتبہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ سفیان ثوری زیادہ فقیہ ہیں یا امام ابوحنیفہ؟ فرمایا: موزانہ تو ان چیزوں میں ہوتا ہے جو ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہوں۔ امام اعظم نے فقہ کی بنیاد رکھی جبکہ سفیان صرف فقیہ ہیں۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک امام اعظم تو ابن جریج سے بڑھ کر فقیہ ہیں۔ میری آنکھ نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو فقہ میں امامِ اعظم سے بڑھ کر قدرت رکھتا ہو۔

(تاریخ بغداد، الخیرات الحسان، مناقب للموفق)

۱۳۔ امام مکی بن ابراہیم:

آپ کا نام عمر بن ہارون ہے، بلخ کے رہنے والے ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کو حافظ و امام اور شیخ خراسان فرمایا ہے۔ ابتداء میں آپ ایک تاجر تھے۔ ایک بار آپ کی ملاقات امام اعظم سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا: تم تجارت تو کرتے ہو مگر علم بھی سیکھو کیونکہ جب تک انسان عالم نہ

ہو اس کی تجارت میں بڑی خرابی رہتی ہے۔

یہ نصیحت آپ کے دل پر اثر کرگئی اور آپ نے امام اعظم سے فقہ و حدیث کا علم سیکھنا شروع کیا، یہاں تک کہ ان علوم میں امامت کے مقام پر فائز ہوئے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نامور شاگرد امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (المتوفی ۲۱۵ھ) امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور امام بخاری رحمہم اللہ کے بھی استاد ہیں اور صحیح بخاری میں بائیس ثلاثیات میں سے گیارہ ثلاثیات صرف امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کی سند سے مروی ہیں اور نو ثلاثیات دیگر حنفی شیوخ سے۔

گویا امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنی صحیح میں عالی سند کے ساتھ بیس ثلاثیات درج کرنے کا شرف سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں ہی کا صدقہ ہے۔

امام مکی رحمہ اللہ کو امام اعظم سے والہانہ عقیدت تھی چنانچہ آپ ہر مجلس اور ہر نماز کے بعد امام اعظم کے لئے دعائے خیر کرتے اور فرماتے تھے کہ انہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے علوم کا دروازہ کھولا۔

ایک مرتبہ درسِ حدیث کی مجلس میں یوں روایت شروع کی: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ ۔ تو ایک طالب علم نے کہا: آپ ابن جریج کی احادیث بیان کیجئے اور ابوحنیفہ کی روایات نہ سنائیے۔ یہ سن کر آپ کو اس قدر غصہ آیا کہ چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: ''ہم بیوقوفوں کو حدیث نہیں سناتے۔ تم میری مجلس سے نکل جاؤ، تمہارے لئے مجھ سے حدیث لکھنا حرام ہے۔'' چنانچہ جب تک اس طالب علم کو مجلس سے نکال نہیں دیا گیا آپ نے حدیث بیان نہیں فرمائی۔ جب اسے نکال دیا گیا تو پھر حدثنا ابو حنیفة کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ (اولیاء رجالا الحدیث: ۲۴۳)

امام اعظم کے دیگر تلامذہ میں سفیان ابن عیینہ، ابراہیم بن ادہم، حمزہ بن مقری، عباد بن العوام، علی بن مسہر، قاسم بن معن، حسن بن صالح، ابوبکر بن عیاش، عیسیٰ بن یونس، اسحٰق بن یوسف، شعیب بن اسحاق، عبدالوارث بن سعید، محمد بن بشر، حماد بن زید (رحمہم اللہ تعالیٰ) قابل ذکر ہیں اور یہ سب صحاح ستہ کے محدثین کے مشائخ میں سے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کو بھی آپ کا شاگرد تحریر کیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے والے ۹۵

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

محدثین کے نام تحریر کئے ہیں۔ ان میں مکی بن ابراہیم، ابو عاصم ضحاک کے علاوہ ابونعیم فضل بن دکین رحمہم اللہ تعالیٰ بھی شامل ہیں، یہ تینوں امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں اور ان سے صحیح بخاری وکتب صحاح میں بکثرت روایات موجود ہیں۔ (تبییض الصحیفہ :۱۴)

ائمہ ثلاثہ اور صحاح ستہ کے محدثین :

ائمہ ثلاثہ اور صحاح ستہ کے تمام محدثین براہِ راست یا بالواسطہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی کے شاگرد ہیں۔ مثلاً امام مالک، امام اعظم کے شاگرد ہیں جبکہ امام شافعی، امام محمد بن حسن کے اور امام احمد بن حنبل، امام ابویوسف کے شاگرد ہیں جو کہ دونوں امام اعظم کے نامور شاگرد ہیں۔ اس طرح ائمہ ثلاثہ بھی براہ راست یا بالواسطہ امام اعظم ہی کے شاگرد ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

یہ مذکور ہوا کہ امام احمد بن حنبل آپ کے شاگرد امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں اور امام احمد کے شاگردوں میں امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد شامل ہیں۔ امام ترمذی نے بخاری ومسلم سے اور امام نسائی نے امام ابوداؤد سے استفادہ کیا ہے جبکہ امام ابن ماجہ بھی اسی سلسلے کے شاگرد ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔ تو گویا صحاح ستہ کے تمام محدثین بالواسطہ امام اعظم رضی اللہ عنہ ہی کے شاگرد ہوئے۔ **ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء۔**

اراکین شوریٰ :

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلسِ شوریٰ جس نے تدوین فقہ کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ اس کے اراکین کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر مؤرخین نے یہ تعداد چالیس لکھی ہے جس کا ماخذ امام طحاوی رحمہ اللہ کی مشہور روایت ہے۔

قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی صیمری اور خطیب بغدادی رحمہما اللہ نے اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ کی روایت بیان کی ہے جس کے مطابق اس مجلس فقہ کے اراکین کی تعداد چھتیس ہے جبکہ علامہ کردری رحمہ اللہ نے مناقب الامام الاعظم میں وکیع بن الجراح رحمہ اللہ کی روایت نقل کی ہے جس میں انہوں نے امام یوسف رحمہ اللہ کے ارشاد کے مطابق مجلس فقہ کے اراکین کی تعداد تیس بتائی ہے۔

گمان یہ ہے کہ ۱۲۱ھ میں جب اس کام کا آغاز ہوا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اس وقت

کے لائق و ذہین ترین شاگرد اس مجلس کے رکن نامزد کیے گئے ہوں گے لیکن دوسرے شہروں سے تعلق رکھنے والے بعض شاگرد کچھ عرصہ بعد چلے گئے ہوں گے اور ان کی جگہ دوسرے ائمہ نے لی ہوگی جبکہ اکثر ائمہ اس عظیم نیکی میں آغاز سے آخر تک شامل رہے ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے آخری زمانے میں جو ائمہ کرام مجلس شوریٰ کے اراکین تھے، انہی کے ناموں کی فہرست اکثر تذکرہ نگاروں نے تحریر کی ہے۔

علامہ حافظ عبدالقادر قریشی رحمہ اللہ کی تصنیف الجواہر المضیہ کے حوالے سے ہم چالیس معروف اراکین شوریٰ کے نام سن وصال کے لحاظ سے تحریر کر رہے ہیں۔

۱۔ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۵۸ھ
۲۔ امام مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۵۹ھ
۳۔ امام داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۶۵ھ
۴۔ امام مندل بن علی رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۶۸ھ
۵۔ امام نضر بن عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۶۹ھ
۶۔ امام عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۷۱ھ
۷۔ امام حبان بن علی رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۷۲ھ
۸۔ امام ابو عصمہ نوح رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۷۳ھ
۹۔ امام زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۷۳ھ
۱۰۔ امام قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۷۵ھ
۱۱۔ امام حماد بن الامام اعظم رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۷۶ھ
۱۲۔ امام ہیاج بن بسطام رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۷۷ھ
۱۳۔ امام شریک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۷۸ھ
۱۴۔ امام عافیہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۰ھ
۱۵۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۱ھ
۱۶۔ امام قاضی ابو یوسف یعقوب رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۲ھ
۱۷۔ امام ابو محمد نوح النخعی رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۲ھ

☆ بیع تعاطی: بیع (ایجاب قبول) کیے بغیر قیمت دے کر مبیعہ لے لینا ☆

۱۸۔ امام ہیثم بن بشیر السلمی رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۳ھ
۱۹۔ امام یحیٰ بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۴ھ
۲۰۔ امام فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۷ھ
۲۱۔ امام اسد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۸ھ
۲۲۔ امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۹ھ
۲۳۔ امام علی ابن مسہر رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۹ھ
۲۴۔ امام یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۸۹ھ
۲۵۔ امام عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۲ھ
۲۶۔ امام فضل بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۲ھ
۲۷۔ امام علی بن ظبیان رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۲ھ
۲۸۔ امام حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۴ھ
۲۹۔ امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۷ھ
۳۰۔ امام ہشام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۷ھ
۳۱۔ امام یحیٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۸ھ
۳۲۔ امام شعیب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۸ھ
۳۳۔ امام حفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۹ھ
۳۴۔ امام ابو مطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۹ھ
۳۵۔ امام خالد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۱۹۹ھ
۳۶۔ امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۲۰۴ھ
۳۷۔ امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۲۰۶ھ
۳۸۔ امام عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۲۱۱ھ
۳۹۔ امام ابو عاصم الضحاک بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۲۱۲ھ
۴۰۔ امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ	متوفی ۲۱۵ھ

حد یعمل فی الارض خیر لاھل الارض من ان یمطروا اربعین صباحا ☆ الحدیث